فیوض الحرمین

مع ترجمہ اردو

سعادت کونین

قسط:۴

تصنیف لطیف: شاہ ولی اللہ رح

مشهد آخر فاض على من جنابه المقدس صلى الله عليه وسلم كيفية ترقى العبد من حيزه الى حيز القدس فيتجلى له حينئذ كل شئ كما اخبر عن هذا المشهد فى قصة المعراج المنك فربما رجع نظره قهقرى الى ما جرى عليه من الوقائع فيعرف ما كان منها الهاما من الحق وتقريبا مما كان من الطبع وتسويل الشيطان وربما علم علما اصرح ما يكون ما يتداولها الملاء الاعلى من العلوم الناموسة والانذار بالوقائع الآتية ومخاصمة الناس تنزلا الى مداركهم واحتيالا لفك عقدتها مما يناسب تلك العلوم فى تلك

مشہد آخر افاضہ ہوئے مجھ پر جناب مقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بندہ کی اپنے مقام سے مقام قدس کی طرف ترقی کرنے کی کیفیت پھر اس وقت اس کو ہر شے روشن ہوجاتی ہے جیسا خبر دی گئی ہے اس مشہد کے قصہ معراج منامی میں تو اکثر اوقات آدمی کی نظر پیچھے ہٹتی ہے اُلٹے پاؤں ان وقائع کی طرف جو اس پر گذرے ہیں تو جان جاتا ہے اُن واقعات کو جو الہام خداوند اور طبعی خیالات اور مکر شیطانی سے ہوتے ہیں اور اکثر اوقات اس کو علم صریح ہوجاتا ہے جو برتتے ہیں ملاء اعلیٰ علوم ناموسیہ سے اور آنے والے واقع سے ڈرانے کا اور لوگوں کے جھگڑے کا ازروئے تنزل کے اُن کی مدارک کی طرف اور عذر و حیلہ کے واسطے اُس کے عقدہ کھلنے کے جو مناسب اُن علموں کے ہیں

النشاة ومن هيآت الملاء الاعلى ومقاماتهم ومقامات الملائكة وارواح الاولياء والانبياء والملاء السافل وما يضاهي ذلك وهذه العلوم كلها علوم القرآن العظيم فرايت من طرح جلباب الطبع والتجرد عن الالف والعادة والمحسوسات والانصباغ بصبغ تلك الحضرة امرا عظيما ثم قيل لى هذا حضرة رؤية لا حضرة كلام ثم اذا اراد الحق ان يتدلى الى الخلق بكتاب ينزله البس صاحب هذا المشهد لباسا نورانيا رقيقا فانقلب هذه الروية بالنسبة اليه كلاما ثم رايت كيفية الخدارة الى حين الطبع والعادة فتنفتح عليه عين الطبع تنغمض عليه عين الملاء الاعلى فصار ما كان بين يديه خيالا يتخيله وامرا يتذكره من بعد غيبه وربما وجد من تطلب لملاذ والاسباب ما كان سلب عنه او نهى عنه وبين

اس عالم میں اور ہیئت ملاء اعلیٰ کی اور اُن کے مقامات ملائکہ اور ارواح اولیاء و انبیاء اور ملاء سافل اور جو اس کی مانند ہوں اور یہ سب علم قرآن عظیم کے علم ہیں تو میں نے دیکھا طبیعت کے پردہ دور کرنے اور مالوفات اور عادات اور محسوسات سے مجرد ہونے اس درگاہ کے رنگ سے رنگے جانے سے ایک امر عظیم اور مجھ سے کہا گیا کہ یہ درگاہ رویت ہے نہ درگاہ کلام پھر جب اللہ ارادہ کرتا ہے کہ خلقت کی طرف ساتھ نزول کتاب کے تدلی کرے تو اس مشہد کے صاحب کو ایک لباس نورانی باریک پہناتا ہے یہ رویت اس کی نسبت کلام ہوجاتی ہے پھر میں نے دیکھی اس کی انحدار و تنزل کی کیفیت حیز طبیعت اور عادت کی طرف تو کھل جاتی ہے اس کی چشم طبیعت اور بند ہوجاتی ہے چشم ملاء اعلیٰ تو ہوجاتا ہے اس کے رو برو ایک خیال جسے وہ دیکھ رہا تھا اور ایک امر کہ اس کو یاد کرتا ہے اُس کے غائب ہونے کے بعد اور کبھی پاتا ہے طلب ملاذ و اسباب سے وہ شے جو اس سے سلب ہو گئی تھی یا اس سے منع کردی گئی اور درمیان اُس

ترقیه والخداره حالات كثيرة شاهدتها في ذلك المشهد منها ما هو اقرب الى الاعلى ومنها ما هو اقرب الى الاسفل فيتولد من تلك الحالات ما هو اقول لك يتولد الهاتف ويتولذ الخاطر ويتولد الرؤيا والحق ان الرؤيا خيالات كمثل احاديث النفس يتجرد اليها الدراكة فيجدها بمرأئ منه ومسمع ويتولد خيال حق يمتلاء منه دماغه ويتولد فراسة صادقة الى غير ذلك وكل ذلك في حيز الحجاب بين الحضرة التي لا حجاب هنالك وبين الحجاب المتاكد من كل وجه ووجدت لكل من هذه الاشياء ميز انا ومقدارا ووجدت لكل مظنة يوجد هنالك ولكن لم اتفرغ في هذه المشهد الاحاطة تلك الموازين والمظان واكتفيت باصولها وعسى ان يوفقنا الله للاحاطة في ثاني الحال

کے ترقی اور الخذار کے حالات کثیرہ ہیں جو میں نے مشاہد کئے ہیں اس مشہد میں بعضے اُن میں سی وہ ہیں جو اعلیٰ کے بہت قریب ہیں اور بعضے وہ ہیں جو اسفل کے بہت قریب ہیں پھر پیدا ہوتی ہیں ان حالات سے جو وہ جو میں تم سے بیان کرتا ہوں- پیدا ہوتا ہے ہاتف اور پیدا ہوتا ہے خاطر اور پیدا ہوتا ہے خواب اور حق یہ بات ہے کہ خواب خیالات ہیں مانند احادیث نفس کے کہ مجرد ہوجاتا ہے ان کی طرف دراکہ تو پاتا ہے مرایا اور مسمع میں اس کو اور پیدا ہوتا ہے خیال حق کا جس سے اُس کا دماغ بھر جاتا ہے اور پیدا ہوتی ہے فراست صادقہ علیٰ ہذا القیاس اور بھی اور یہ سب حیز حجاب میں ہیں درمیان اس درگاہ کے جہاں حجاب نہیں اور درمیان حجاب متاکد من کل وجہ کی اور میں نے ہر شے کی ان میں سے میزان اور مقدار کو پایا اور میں نے پایا ہر ایک کا مظنہ جو وہاں پایا جاتا ہے لیکن میں نہیں فارغ ہوا اس مشہد میں واسطے احاطہ ان میزان اور مقداروں کے اور کفایت کرتا ہوں اُن کے اصول پر اور قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو توفیق دے ان کے احاطہ کی دوبارہ-

مشهد آخر العارف اذ کان فی حیز ما یلی الطبیعة لم یشاهد فعل الحق کما ینبغی ان یشاهد فربما اشتبه عنده الهام بها جسد حدیث من النفس وحالة الهیة بامر طبیعی ویکون حادثة لا یعلم ما حکم الله فیها فیتردد ویکون فی ذلک برهته من الزمان ثم انه ینجذب الی حین الحق فیصیر عبدالله فیتجلی له کل شئ فیرجع نظره قهقری الی تلک الامور المشتبهة والشکوک فینکشف ما اراده الحق وقضی فکانه یری رأی عین فان کان مکلما کلم کلاما سویا وان کان مفهما لقنا فهم ولقن ولک عبرة بسورة الانفال سئل النبی صلی الله علیه وسلم عن الانفال فلم یبین فاحکم الحق فیها وکیف نقسم وساقه الحق الی ذات الشوکة لیمحق

مشہد آخر عارف جب ہوتا ہے اس چیز میں جو قریب طبیعت ہے نہیں مشاہدہ کرتا فعل حق کو جیسا چاہیے مشاہدہ کرنا تو کبھی مشتبہ ہوتا ہے نزدیک اس کے الہام ساتھ خطرہ حدیث نفس کی اور حالت الہیہ ساتھ امر طبعی کے اور ہوتا ہے کوئی حادثہ نہیں جانتا ہے کہ اس میں اللہ کا کیا حکم ہے تو متردد ہوتا ہے اور اس میں ایک زمانہ گذر جاتا ہے پھر وہ منجذب ہوتا ہے طرف خیر حق کی پھر وہ ہوجاتا ہے عبداللہ تو روشن ہوجاتی ہے اس پر ہر شے پھر اس کی نظر پیچھے ہٹتی ہے الٹے پاؤں ان امور مشتبہ اور ان شکوک کی طرف تو اس کو کشف ہوجاتا ہے ارادہ حق کا اور اس کا حکم تو گویا کہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے پس اگر ہوتا ہے کلام کیا گیا تو کلام کیا جاتا ہے برابر اور اگر ہوتا ہے سمجھدار اور فہیم تو سمجھایا جاتا ہے اور تلقین کیا جاتا ہے اور تیرے واسطے عبرت ہے سورۃ انفال کہ سوال کئے گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم انفال سے تو نہ بیان کیا کہ کیا حکم حق کا ہے اس میں اور کیونکہ تقسیم کی

لكفربه فلما اجتمع بركب وذات الشوكة اختلف الارآء فالهام الحق يجذب الى ذات الشوكة وميل الطبايع يجذب الى الركب ثم هدوا الى الحق ونزلت الامنة والمطر واهتزت القلوب الى الحرب لا يدرى مبداء ذلك ارادة الحق بهم النصر ام امور طبيعة فلما انجذب النبى صلى الله عليه وسلم الى حين الحق كلم بحقيقة الامر فى ذلك فان قلت اخبرنى عن هذا الحيز الذى تقول انه حيز الحق ما هو قلت همم الملاء الاعلى وعظماء المومنين ومطمح بصائرهم تجمع فى تجلى من تجليات الحق وهو حظيرة القدس وهو الذى قال النبى صلى الله عليه وسلم ان آدم احتج موسى عند ربهما وهو قدم صدق عن ربهم ومن وجده فهو على بيّنة من ربه ويتلوه

جائے غنیمت اور روان کیا اس حکم کو حق نے طرف ذات شوکت کے تا کہ کفر مٹ جائے پھر جب مجتمع ہوئے سوار اور ذات شوکت دونوں تو مختلف ہوئیں رائیں الہام حق تو جذب کرتا تھا ذات شوکت کی طرف اور میل طبائع جذب کرتی تھی طرف سواروں کے پھر ہدایت کئے گئے وہ لوگ طرف حق کے اور نازل ہوئی من و مطر اور جنبش ہوئی دلوں کو طرف جہاد کے نہیں معلوم ہوتا تھا کہ اس کا مبدا اللہ کا ارادہ ان کی مدد کا تھا یا امور طبیعہ تھی پھر جس وقت منجذب ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم حیز حق کی طرف تو ان سے حقیقت امر اس کی بیان کی گئی پس اگر تم پوچھو کہ جسے تم حیز حق کہتے ہو وہ بتاؤ کیا ہے تو سنو ملاء اعلیٰ اور عظماء مؤمنین کی ہمتیں اور ان کے مطمع نظر جمع ہوتی ہیں اللہ کی تجلیوں میں سے ایک تجلی میں اور وہ حظیرۃ القدس ہے اور وہ ہے جسے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت آدم اور حضرت موسیٰ کی بحث ہوئی نزدیک للہ کے اور وہ ہے قدم صدق عند ربھم اور جس نے اسے پایا وہ ہے علی بینتہ من ربہ ویتلوہ

شاهد منه ای یداخل نفسه لون من تلک الحضرة هی داعیة الحق فی قلب المؤمنین فتدبر فان المسئلة دقیقة **مشهد آخر** بینما انا متوجه الیه صلی الله علیه وسلم اذ طلع نور شامخ امتلاء خیالی به وبقیت متحیرا من شعشعانة فقیل لی من باطنی علی طریقة الفراسة والتفطن هذا نور العرش وله مدخل عظیم فی نبوته صلی الله علیه وسلم ومعرفته حقیقة لا یتم الا بمعرفة هذا النور ثم انحدرت الی حیز الفکر والرویة فتذکرت ما روی فی کتاب الدر المنثور فی قصة حزقیل من رویته نور العرش وانعقاد رسالته علی لسان هذا النور **مشاهد اخری بالاجمال** سالته صلی الله علیه وسلم سوالا روحانیا کما نبهنا علیه مرارا

شاهد منہ یعنی اس کے نفس میں داخل ہوتا ہے رنگ اس درگاہ کا اور داعیہ حق ہے مؤمن کے قلب میں پس خوب غور کر کہ مسئلہ دقیق ہے۔ **مشہد آخر** اس اثنا میں کہ میں متوجہ تھا طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ یکایک ایک ایسا نور بلند طلوع ہوا کہ میرا خیال پر ہو گیا اور میں اس کی چمک سے متحیر رہ گیا تو میری باطن سے آواز آئی بطریق فراستہ اور تفطن کے کہ یہ نور عرش ہے اور اس کو نبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دخل عظیم ہے اور ان کی حقیقت کی معرفت پوری نہیں ہوتی جب تک اس نور کی معرفت نہ ہو پھر میں نازل ہوا طرف حیز فکر ورویت کے تو مجھے یاد آیا جو کتاب درمنثور میں روایت ہے حزقیل کے قصہ میں رویت نور عرش سے اور اس کی نبوت کے منعقد ہونے سے اوپر زبان اس نور کے **مشاہد اخری بالاجمال** میں نے سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال روحانی جیسا کہ میں آگاہ کر چکا ہوں کئی بار کہ میرے واسطے تسبب

عن التسبب وتركه ايهما احسن
لى فنفح الى نفحته برد منها
قلبى عن الاسباب والا ولاد
والمنزل ثم كشف لى فشاهدت
طبيعتى تركن الى الاسباب
وتستلذ بها وتطلبها وشاهدت
روحى تركن الى التفويض
ويستلذ به ويطلبه وشاهدت ان
بينهما مدافعة والمرضى هو
الذهاب الى مراد الروح نعم لله
لطف خفى سيظهر من غير
اختيار ونفع نفحة اخرى فبين ان
مراد الحق فيك ان يجمع
شملا من شمل الامة
المرحومة بك فاياك وما قيل
ان الصديق لا يكون صديقا حتى
يقول له الف صديق انه زنديق
واياك ان تخالف القوم فى
الفروع فانه مناقضة المراد الحق
ثم كشف انموذجا ظهر لى منه
كيفية وتطبيق السنة بفقه الحنفية

اچھا ہے یا ترک تسبّب تو مجھے ایک ایسی
خوشبو آئی کہ جس کے باعث میرا دل
اسباب اور اولاد اور گھر کی طرف سے سرد
ہوگیا پھر مجھ کو کشف ہوا تو میں نے
مشاہدہ کیا کہ میری طبیعت تو مائل
ہے اسباب کی طرف اور اس کا ذائقہ چاہتی
ہے اور اسے ڈھونڈتی ہے اور میری روح
راغب ہے طرف تفویض کے اور اس کی
لذت چاہتی ہے اور ڈھونڈھتی ہے اور میں
نے مشاہدہ کیا کہ دونوں باہم جھگڑ رہے
ہیں اور رضامندی الٰہی مراد روح میں ہے اور
سچ ہے اللہ کی خفیہ مہربانی عنقریب بے
اختیار ظاہر ہوں گی پھر ایک اور خوشبو
آئی اور ظاہر ہوا کہ مراد حق کی ہے کہ تجھ
میں جمع کرے وہ شے جو امت مرحومہ سے
چھٹ گئی ہے تو خبردار اس سے۔ بچو جو کہا
گیا ہے کہ صدیق نہیں ہوتا ہے صدیق
جب تک اسے ہزار صدیق زندیق نہ
کہیں اور خبردار کبھی قوم کا مخالف فروع
میں نہ ہونا اس لیے کہ یہ ایک مراد
خداوندی کے منافی ہے پھر کھلا ایک اور
نمونہ جس سے فقہ **حنفیہ** کے یعنی امام اعظم
اور صاحبین کے اقوال میں سے کسی کے

من الاخذ بقول احد الثلثة وتخصيص عموماتهم والوقوف على مقاصدهم والاقتصار على ما نفهم من لفظ السنة وليس فيه تاويل بعيد ولا ضرب بعض الاحاديث بعضا ولا رفضا لحديث صحيح بقول احد من الامة وهذه الطريقة ان اتمها الله واكملها فهى الكبريت الاحمر والاكسير الاعظم ثم نفخ نفحة اخرى فطنت فيها وصاة منه باخذ طريقة الانبياء والتحمل لاعبائهم والتصدى لخلافتهم والشفقة على الناس تعليماً وارشاداً او دعاءً رفاهينهم وطلب ما يكون فيه صلاحهم ظاهرا و معنى وفقنا الله سبحانه للاخذ بسنة نبيه عليه الصلوة والسلام.

مشهد آخر توجهت الى قبور ائمة اهل البيت رضوان الله

قول کو اختیار کرنے اور ان کے عمومات کی تخصیص اور اس کے مقاصد پر وقوف اور لفظ حدیث کے معنی پر اکتفا کرنے میں حدیث کی مطابقت اور کیفیت مجھ پر ظاہر ہوئی اور کشف ہوئی تخصیص ان کے عمومات کی اور ان کے مقاصد کا وقوف اور فقہ حنفیہ میں نہ تو تاویل بعید ہے اور نہ ضرب بعضے حدیث کے بعضے پر اور نہ ترک کرنا ہے حدیث صحیح کا ساتھ قول ایک کے امت میں سے اور اس طریقہ کو اگر اللہ تعالیٰ پورا اور کامل کرے تو کبریت احمر اور اکسیر اعظم ہے پھر ایک خوشبو آئی اور اس میں، میں نے دریافت کیا وصیت کو اس سے واسطے اختیار کرنے طریقہ انبیاء کا اور تحمل کرنا ان کی طرح سختیوں کا اور متصدی ہونا ان کی خلافت کا اور لوگوں پر شفقت کرنا ازروئے تعلیم وارشاد کے اور ان کی دعائے رفاہیت کرنے اور صلاح ان کی واسطے طلب کرنے ظاہر اور باطن اللہ سبحانہ ہم کو توفیق بخشے سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی **مشہد آخر** متوجہ ہوا میں طرف قبور ائمہ اہل بیت رضوان اللہ

عليهم اجمعين فوجدت لهم طريقة خاصة هى اصل طرق الاولياء وانا ابين لك تلك الطريقة وابين لك ماذا انضم معها حتى صار طريقة الاولياء فاقول طريقتهم الالتفات الى الياداشت اعنى التيقظ الاجمالى الى المبداء ولو من وراء الحجب ولكن مع الذهول عن الحجب ومع الذهول عن ان هذا التيقظ من جوهر النفس او من العلم الحصولى وبالجملة تيقظ بسيط والتفات الى هذا التيقظ بنوع ما فهده طريقتهم ولما فنى جوهر النفس من الاولياء فى هذه النقطة صار لفنائهم هيئة اخرى وراع التفات ثم الهموا سبلا يهتدون بها الى الفناء فظهر الولايات بطولها وعرضها مشاهد اخرى استفدت من جناب النبى صلى الله عليه وسلم ان كل من حصل منه

علیہم اجمعین کے تو میں نے پایا ان کا ایک طریقہ خاص کہ اصل طریقہ اولیاء کا وہی ہے سو میں تم سے بیان کرتا ہوں وہ طریقہ اور تم سے بیان کرتا ہوں جو اس طریقہ سے منضم ہو گیا ہے یہاں تک کہ وہ ہو گیا ہے طریقہ اولیاء کا سو تم سنو وہ ان کا طریقہ یادداشت کی طرف التفات ہے یعنی ایک تیقظ اجمالی مبداء کی طرف اگرچہ پردوں کے پیچھے ہو لیکن ذہول ہو پردوں سے اور ذہول اس امر سے کہ یہ بیداری جو ہر نفس سے ہے یا علم حصولی سے ہے غرض تیقظ بسیط ہے اور التفات اس بیداری کے کس نوع سے ہے پس یہ طریقہ ہے ان کا اور جب کہ فانی ہو گیا جوہر نفس اولیاء سے ان نقطہ میں تو ان کی فنا کی اور ہی صورت ہو گئی سوائے التفات کے پھر ان کو ایسے رستے الہام ہوئے جن سے ہدایت پائیں طرف فنا کے پس ظاہر ہوئیں ولایتیں معہ طول اور عرض کے تمام مشاہد اخری مستفید ہوا میں درگاہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جس شخص سے قصور ہو اس کے دل سے

قصور فی نقص العلاقات والحبية من قلبه واثبات محبته الحق سبحانه وفی عداوة الغير او السویٰ كما قال سيدنا ابراهيم عليه السلام انهم عدو لی الا رب العالمين والاكباب .علی الهيمان به تحققا لا معرفة فقط فانه مغرور كائنا من كان سواء منعه عن هذه الحالة العلاقات الطبيعة والاستغراق فی مشاهدة سريان الوحدة فی الكثرة بحيث يصير محبا لكل شیٔ لما فيه من سريان محبوبه او غير ذلک من الموانع واستفدت منه صلی الله عليه وسلم ثلثة امور خلاف ما كان عندی وما كان طبيعتی تميل اليه اشد ميل فصارت هذه الاستفادة من براهين الحق تعالیٰ علی احدها الوصاة بترک الالتفات الی التسبب فانی كلما انحدرت الی الطبيعة غلب علیّ العقل المعاشی فصرت احب التسبب ويحول فكری فی تمهيد

نقص علاقات حبیہ اور اثبات محبت حق تعالیٰ میں اور اس کے غیر رسوا کی عداوت میں جیسا کہ کہا حضرت ابراھیم علیہ السلام نے انھم عدو لی الارب العالمین - اور منہ کے بل گرنے میں سب اس کی سر گشتگی عشق میں ازروئے تحقیق کے نہ فقط معرفت کے تو وہ شخص مغرور ہے اس میں کوئی ہو برابر ہے کہ اسے منع کیا ہو اس حالت سے علاقات طبیعت نے یا مشاہدہ سریان وحدت نے الکثرت کے استغراق نے اس حیثیت سے کہ ہر شے کو دوست رکھے اس لئے کہ اس کے محبوب کا اس میں سریان ہے، یا سوا اس کے اور کوئی موانع میں سے اور استفادہ کیا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تین امور اپنے عندیہ کے خلاف اور اس کے خلاف جدھر میری طبیعت بہت مائل تھی تو یہ استفادی ہو گئی میرے واسطے برہان حق تعالیٰ کی ایک تو وصیت ترک التفات کی طرف تسبب کے کیونکہ جب میں نزول کرتا تھا طبیعت کی طرف تو مجھ پر عقل معاش غلبہ کرتی تھی میں دوست رکھتا تھا اسباب معاش کو اور دوڑاتا تھا فکر

الاسباب التیٰ یحصل منها
الاولاد والاموال وکلما لحقت
بالنبی صلی اللّٰه علیه وسلم
وبالملاء الاعلی جردت عن هذه
الردیبیة اخذ منی العهود
والمواثیق ان لا التسبب حتی
صارت مناقصنه هذا لذلک
محسوسة بمنزلة الظلمة والنور
والنسیم الطیب والمحرور واکثر
ما فی من الامور لا مناقصنة
فیها بل هی علی متن الصواب
بحمد للّٰه یکون الطبیعة
مستسلمة لاالهام ولکن ابقی
علی کل شئ من مناقصنه هذا
الامر لسر عجیب وثانیها
الوصات بالتقید بهذه المذاهب
الاربعة لاخرج منها والتوفیق ما
استطعت وجبلتی تابی التقلید
وتأنف منه راسا ولکن شئ طلب
منی التعبد بخلاف نفسی وهنا
نکتة طویت ذکرها وقد تفطنت
بحمد اللّٰه بسر هذه الحیله وهذه
الوصاة وثالثها الوصاة بتفضیل

کو تمہید اسباب میں جس سے حاصل ہومال
اور اولاد اور جب میں لاحق ہوا نبی صلی اللّٰہ
علیہ وسلم سے اور ملاء اعلیٰ سے اس رذیلیت
سے مجرد اور آزاد ہو گیا اور مجھ سے عہد
وپیمان لیا گیا کہ چھوڑ دوں تسبب کو یہاں
تک کہ تناقض ان دونوں امروں میں
محسوس ہوا بمنزلہ ظلمت اور نور کے یا اچھی
ہوا اور گرم ہوا کے اور اکثر مجھ میں جو امر
تھے ان میں مناقصنہ نہ تھا بلکہ وہ بطریق
صواب کے تھا الحمد للّٰہ کہ طبیعت سلامتی
طلب تھی واسطے الہام کے لیکن باقی تھی
ایک شی پر مناقصنہ سے واسطے ایک سر
عجیب کے اور دوسرا امر ہے ان مذاہب
اربعہ کے تقلید کی وصیت کہ میں نہ نکلوں
ان سے اور موافقت کروں تا بمقدور اور
میری سرشت انکار تقلید کا اور انکار اس
سے روگردانی کرتی تھی جو شے طلب کی
گئے مجھ سے وہ تقلید کی پیروی ہے بخلاف
میری نفس کے اور یہاں ایک نکتہ ہے
کہ میں نے اس کا ذکر موقوف کیا اور الحمد
للّٰہ کہ مجھ کو اس حیلت اور اس وصیت کا
راز دریافت ہو گیا اور تیسرا امر وصیت اس
امر کے کہ تفضیل شیخین رضی اللّٰہ عنہما

الشیخین رضی اللہ عنہما فان طبیعتی وفکرتی اذا ترکتا وانفسهما فضلتا علیّا کرم اللہ وجهه واحباه اشد محبته ولکن شیٔ طلب منی التعبد به خلاف المشتهی وهیهات هذه المناقضات منی لولا ان شدة الجامعیة هی التی اوقعتنی فی ذلک **مشهد آخر** رایت وانا اطوف بالبیت العتیق لنفسی نورا عظیما یغشی الاقالیم ویبهر اهلها وفطنت ان القطبیة اعنی الارشادیة انما یصح بمثل هذا النور الذی یبهر ولا یبهر ویغلب ولا یغلب وان من شیٔ الا یاتی علیه ولا یوئی فتدبر **مشهد آخر** هذا البیت العتیق والبناء الشامخ رایت فیه همم الملاء الاعلی والملاء السافل ملصقة به متعلقة تعلقا بشبه تعلق

کے کیونکہ جب میری طبیعت اور فکر چھوڑی جاتی تھی تو وہ دونوں تفضیل کرتی تھی حضرت علی کرم اللہ وجہ کی اور ان سے بہت ہی محبت رکھتے تھے لیکن اس میں بھی مجھ سے اس کی تعبد کرائی جاتی خلاف خواہش کے افسوس یہ مناقضے مجھ سے نہ ہوتے تو شدت جامعیت نہ ہوتی جس نے مجھ کو اس میں ڈالا **مشہد آخر** میں نے دیکھا جس وقت میں طواف کر رہا تھا کعبہ شریف کا اپنے نفس میں ایک نور عظیم کہ اس نے ڈھانک لیا شہروں کو اور روشن کردیا ہے ان کے اہل کو میں نے دریافت کیا کہ قطبیت یعنی ارشادیت صحیح ہوتی ہے اسی نور سے کہ سب پر غالب ہے کسی کا کسی سے مغلوب نہیں ہوتا اور سب کو روشن کرتا ہے اور آپ کو کوئی روشن نہیں کرتا اور ہر شے اس پاس آتی ہے اور یہ کہیں نہیں جاتا پس غور کر **مشہد آخر** اس بیت عتیق یعنی کعبہ شریف کو اور اس بناء بلند کو میں نے دیکھا کہ اس میں ہمتیں ملاء اعلیٰ کی اور ملاء سافل کی ملصق ہیں اس سے اور اس سے

النفس بالبدن ورايته محشوّا
بهممهم وارواحهم كالورد يكون
محشوا بماء الورد والقطن
يتخلله الهواء ورايت نبعاث
دواعى الناس الى هذا البيت
لانتباط هممهم بحضرة فيها
الملاء الاعلى والسافل **مشهد آخر**
اطلعنى الله سبحانه على ما هو
فاهل بى ومانح لى من النعم
الظاهرة والباطنة اوعطانى
العصمة من المواخذة دنيا وآخرة
فكل ما تجرى علىّ من الشدائد
فانما هو من مقتضيان الطبيعة
لا من باب المواخذة من علىّ
بهدان اخبرنى بانه شئ قل ما منح
به لاوليائه واعطانى برد العيش
وجعلنى لى من كل سعادة
نضيبا معتدا به وكسانى خلعة
الخلافة الباطنة فظهر هذا السر
دفعة وبهر عقلى ثم انفسر علىّ
بعد ففهمت الامر على ما هو

ایسی متعلق ہیں جیسے نفس بدن سے اور
میں نے دیکھا اس کو بھرا ہوا ان کی ہمتوں
اور ان کی ارواحوں سے جیسے گلاب کے
پھول میں عرق گلاب اور روئے میں ہوا اور
میں نے دیکھا برانگیختہ ہونا لوگوں کی
خواہشات کا اس بیت شریف کی طرف
بسبب وابستہ ہونے ان کی ہمتوں کے
ساتھ اس کے جسم سے ملاء اعلی وملاء سفلی
مشہد آخر اطلاع دی مجھ کو اللہ سبحانہ
نے بعد اس سے کے جو وہ مجھ سے کرنے
والا ہے اور دینے والا ہے مجھ کو نعمتیں
ظاہر اور باطن کی اور عطا کی مجھ کو عصمت
دنیا و آخرت کی مواخذہ سے پس جو
سختیاں کہ مجھ پر گذریں وہ مقضیات
طبیعت سے ہیں نہ مواخذہ کی وجہ سے مجھ
پر اس کا احسان کیا اور خبر دی مجھ کو کہ وہ
ایک ایسی شے ہے کہ کم ملی ہے اولیاء کو
اور عطا کی مجھ کو خوش زندگانی اور ہر
سادت سے مجھ کو اچھا حصہ دیا اور مجھ کو
خلافت باطن کا خلعت پہنایا پس ظاہر ہوا یہ
راز ایک دفعہ اور متحیر ہو گیا میں پھر ظاہر
ہوا مجھ پر اس کے بعد تو سمجھ گیا میں جو تھا

عليه **تحقيق شريف** قد يكشف على العارف ما سياتيه من نعم الله سبحانه واهل الله على طبقتين فى كشف هذه الامور فاصحاب الكشف الٰهى يرون تلك الموافقة. فى مرآة الحق اعنى يرون تحديق الحق بهذه العبد ويعرفون انعقاد ارادة فى الملاء الا على بايجاد كذا وكذا وتقريب كذا وكذا وليس نظرهم ينصرف الى نفس تلك الواقعة فلذلك لا يستطيعون ان يخبروا عن تفاصيل تلك الواقعة كما يخبر عنها صاحب الكشف الكونى وربما انكشف لهم خزائن تلك الافاضات من الملاء الاعلى ومنابعها كما قال عن من قائل وان من شئ الا عندنا خزائنه وما ننزلها الا بقدر معلوم فبيهر الحواس الظاهرة والباطنة التى هى اجزاء بهيمية منه فى بعض الاحيان ما يتشعشع عليه من

تحقیق شریف کبھی عارف پر کشف ہوجاتی ہیں وہ نعمتیں جو اللہ کی طرف سے آنے والی ہیں پس ان امور کے کشف کے اعتبار سے اہل اللہ کے دو گروہ ہیں اصحاب کشف الٰہی تو دیکھتے ہیں اس واقعہ کو مرآت حق میں یعنی دیکھتے ہیں حق کی نظر اس بندہ پر اور پہچان لیتے ہیں اس سے ارادہ منعقد ہونے کا ملاء اعلیٰ میں ایسے اور ایسے ایجاد اور تقریب کی ساتھ اور ان کی نظر اس واقعہ کی حقیقت کی طرف نہیں پھرتی تو اس واسطے وہ خبر نہیں دے سکتے اس واقعہ کے تفصیلوں کی جس طرح خبر دیتے ہیں اس کی صاحب کشف کونی اور کبھی ان کو منکشف ہوتی ہیں خزانے افاضات ملاء اعلیٰ کے اور ان کے چشمے جیسا خدا تعالیٰ فرماتا ہے ان من شئ الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم۔ پس غالب ہوجاتے ہیں حواس ظاہری اور باطنی پر خزائن اس کے اور چشموں کے وہ انوار جو اس پر چمکتے ہیں اور نہیں دریافت ہوتا کہ کس قدر ہے جو نزول ہوگا اور یہ

انوار الخزائن والمنابع ولا يدری ما هذا المقدار الذی ينزله وهذه حضرة عجيبة ينبغی ان يحتاط فيها لئلا يختلط بتلک لحضرة روية وتفكر وحديث نفس فيری الصغير كبيرا والحقير عظيما لمعنی فی المراة فيخبر بكبر هذا المقدار النازل وعظيمه فيكذب وهذا احد مظان قوله تبارک وتعالیٰ وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشيطان فی امنيته واصحاب الكشف الكونی يطلعون علی تلک الواقعة بمثل رؤيا او هاتف من غير معرفة الخزائن والمبادی فان كانوا ممن لا يحتاجون الی تعبير لموافقة تصوير خيالهم بتصوير الطبيعة الكلية معنی مثالی فی جسد ارضی جسم او جسمانی كان الامر علی ما رأوا من غير تفاوة والا احتاجوا الی التعبير وكان الوقوف علی حقيقة الامر

درگاہ عجیب ہے چاہیئے کہ احتیاط کرے اس میں تا مخلوط نہ ہوجائے یہ درگاہ رویت وتفکر وحدیث نفس سے کہ دیکھے صغیر کو کبیر اور حقیر کو عظیم بسبب معنی مرآت کے تو خبر دی بڑائی اس مقدار نازل کی اور عظمت اس کی تو پھر جو جھوٹا ٹھیرے اور یہ کہ ایک مظنہ ہے مظان سے قول اللہ تبارک وتعالیٰ وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ- اور اصحاب کشف کونی مطلع ہوتے ہیں اس واقعہ پر مانند خواب یا ہاتف کے لیے جانے خزائن اور مبادی کے تو اگر ہوتے ہیں ان میں سے جو تعبیر کی حاجت نہ رکھیں بسبب موافق ہونے ان کے خیال کے تصویر کے تصویر طبعیہ کلیہ کے ساتھ واسطے معنی مثالی کے جو جسد ارضی میں ہے جسم ہو یا جسمانی تو ہوتا ہے وہ امر ویسا ہے جیسا انہوں نے دیکھا بلا تفاوت اور نہیں تو حاجت ہوتی ہے تعبیر کی اور حقیقت امر پر اس وقت واقف ہونا درخت خاردار پر ہاتھ پھیرنے سے زیادہ

اصعب من خرط القناد

ایضا تحقیق شریف للامة المرحومة اسوة حسنة برسول الله صلی الله علیه وسلم لاصحاب الخلافة الظاهرة اعنی المعین باقامة الحدود واعداد ادوات الجهاد وسد الثغور واجازة الوفود وجبایة الصدقات والخراج وتفریقها علی مستحقیها وفصل الاقضیة والنظر فی الیتامی واوقاف المسلمین وطرفهم ومساجدهم واشباه هذا الامور فمن کان مشتغلا بهذه الامور نسمیه بالخلیفة الظاهر لهم اسوة حسنة برسول الله صلی الله علیه وسلم فیما سن من هذا الباب التفصیل المذکور فی کتب الحدیث ولاصحاب الخلافة الباطنیة عنی المعتنین بتعلیم الشرائع والقرآن والسنن والامرین بالمعروف والناهین عن المنکر والذین یحصل بکلامهم نصرةالدین اما بالمجادلة

دشوار ہوتا ہے **تحقیق شریف**

امت مرحومہ کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی بہت خوب ہے اصحاب خلافت ظاہری کو حدیں جاری کرنے اور اسباب جہاد تیار کرنا اور حدود وولایت نگاہ رکھنی اور ایلچیوں کو اجازت دینی اور فراہم کرنا صدقات کا اور خراج کا اور اس کو اس کے مستحقوں پر تفریق کرنا اور قضایا فیصل کرنے اور یتیموں کا غور کرنا اور مسلمانوں کے اوقات اور ستون کی حفاظت اور مسجدوں کی خبر گیری اور علیٰ ہذا القیاس جو ان امور میں مشغول ہو اس کو ہم خلیفہ ظاہری کہتے ہیں اس کے واسطے پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت اچھی ہے جو طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اس باب میں اور اس کی تفصیل کتب حدیث میں مذکور ہے اور جو اصحاب خلافت باطنی ہیں یعنی شرایع تعلیم کرتے ہیں اور قرآن شریف اور حدیث شریف اور اچھی باتیں بتاتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور جن کے کلام سے دین میں نصرت حاصل ہوتی

كالمتكلمين او بالموعظة الخطبا الاسلام او بصحبتهم كمشايخ الصوفية والذين يقيمون الصلوة والحج والذين يدلون على طريق اكتساب الاحسان والمرغبون فى التمسک والزهد والقائمون بهذا الامر هم الذين نسميهم ههنا بالخلفاء الباطنين لهم اسوة حسنة برسول الله صلى الله عليه وسلم فيما سن من هذا الباب بالتفصيل المذكور فى كتب الحديث فهذه المقدمة بكليتها مجمع عليها ولذلک ترى الفقهاء ياخذون بسنته رسول الله صلى الله عليه وسلم فى اشباه هذه المظان ويتمسكون بها ذلک ولما اصّلنا هذا الاصل فلنا ان نفرع عليه الاخذ بالبيعة

وقد ذكرنا هذه المسئلة فى القول الجميل فى بيان سواء السبيل ولنا ان يفرّع عليه بعث الدعاة والرسول فان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يبعث فى

ہے یا تو مجادلہ سے جیسے متکلمین نصیحت سے یا جیسے واعظین یا صحبت سے جیسے مشائخ صوفیہ اور جو قائم کرتے ہیں نماز اور حج ادا کرتے ہیں اور جو لوگ رہنمائی کرتے احسان کے طریق حاصل کرنے کے اور ترغیب دیتے ہیں عبادت اور زہد کی ان لوگوں کو ہم کہتے ہیں خلیفہ باطنی ان کے واسطے پیروی اچھی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو فرمادیا ہے آپ نے اس باب میں جس کی تفصیل مذکور ہے کتب حدیث میں پس اس مقدمہ کلیہ پر اجماع ہے اور اسی واسطے تم دیکھتے ہو کہ فقہا اخذ کرتے ہیں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور سند لیتے ہیں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس میں اور جب ہم نے اس کو اصل قرار دیا تو ہمارے واسطے جائز ہے کہ ہم اس پر بیعت لینے کا مسئلہ متفرع کریں اور اس مسئلہ کو ہم نے قول الجمیل فی سواء السبیل میں ذکر کردیا ہے ثواب ہمارے واسطے ان جیسے امور میں ہے کہ ہم تفریع کریں اس پر بھیجنا داعیوں اور نائبوں کا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھیجتے تھے

الاقطار والقبائل من يدعوهم الى الايمان بالله ورسوله ويبلغهم الشرائع كما بعث اباموسى رضى الله عنه الى الاشعريين واباذر رضى الله عنه الى غفار واسلم وعمرو بن مرة رضى الله عنه الى جهينة وعامرًا الحضرمى رضى الله عنه الى بنى عبدالقيس وصعب بن عمير رضى الله عنه الى اهل المدينة ولم يفوض اليهم شيئا من امور الخلافة الظاهر انما كان شانهم دعوة الناس الى الاسلام وتعليم القرآن وسنن وفرق بين الخليفة الظاهر والخليفة الباطن من حيث ان تعدد اهل الباطن لا يقضى التى نحاصم ونزاع دون الخلافة الظاهر وفرق بين الخليفة وبين الداعى والرسول فان الخليفة ينبغى ان يكون عالما وسيع العلم وسيع الكلام والداعى ينبغى ان يكتب له عهد يعمل عليه ليس له وراء ذلك ويرجع

اطراف میں اور قبائل میں ایسے لوگ جو داعی ہوں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کی طرف اور ان کو احکام شرعی پہنچائیں چنانچہ آپ نے بھیجا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو قبیلہ اشعری میں اور ابوذر رضی اللہ عنہ کو غفار اور اسلم میں اور عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ کو طرف جہینہ کے اور عامر حضرمی رضی اللہ عنہ کو طرف بنی عبدالقیس کے اور مصعب ابن عمیر رضی اللہ عنہ کو طرف اہل مدینہ کے اور ان کو کچھ تفویض نہ کیا امور خلافت ظاہر میں سے پس ان کا یہ کام تھا کہ لوگوں کو اسلام کی طرف بلاویں اور تعلیم کریں قرآن شریف اور سنت اور فرق خلیفہ ظاہری اور باطنی میں یہ ہے تعدد اہل باطن سے نزاع باہمی نہیں ہوتا ان کی آپس میں خصومت نہیں ہوتی بخلاف اہل ظاہر کے اور فرق درمیان خلیفہ اور داعی کے اور ایلچی کے یہ ہے کہ خلیفہ تو چاہیئے عالم وسیع العلم وسیع الکلام اور داعی کو لکھ دیا جائے ایک دستور العمل اس پر عمل کرے اس کے سوا جو مشکل بات ہو تو خلیفہ سے رجوع کرے اور اکثر طریقے داعیوں اور ایلچیوں کے اخذ

فما اشكل الى الخليفة واكثر سنن الدعاة والرسول تؤخذ من بعث النبى صلى الله عليه وسلم اياهم الى قوامهم قبل الهجرة فتدبر **مشهد آخر** وجدت روحى تضاعفت وعظمت وسبغت واتسعت فتاملت فى هذه الوجدان ففطنت بانه شئ يجده العارف وسره حلول اسرار الحضرات الهٰية المنعقدة فى الملاء على بروحه ونزول بركات الاسماء الهٰية المنعقدة فى المدارك الجميلة اوّلا والمنفسرة بايات متلوة منزلة على قلب رسول مجتبیٰ او اسماء مشهورة صار التعبير بها عن الحق بحسب صدور تلك الآثار منه جبلة مجبولة وطبيعة وديدنا فى الناس ثانيا فحلول تلك الحضرات والبركات بروحه يورث فيها سعة وقوة فلن ترى احدا يحدف فى مثل هذا الرجل

کئے جاتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داعی اور ایلچی بھیجنے سے طرف قوموں کی ہجرت سے پہلے پس غور کرو **مشہد آخر** میں نے اپنے روح کو پایا کہ وہ دو چند اور عظیم اور فراخ اور وسیع ہو گئی تو میں نے اس بات کو سوچا تو دریافت ہوا کہ عارف اس شے کو پاتا ہے اور اس کا راز یہ ہے کہ حضرات الہیہ کے اسرار جو منعقد ملاء اعلیٰ میں عارف کی روح میں حلول کرتے ہیں اور نزول ہوتا ہے برکات اسماء الہی کا جو منعقد ہیں مدارک جمیلہ میں اولاً اور منفسر ہیں سات آیات متلوہ منزلہ اوپر قلب رسول مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یا اسمائے مشہورہ جن کو تعبیر کرتے ہیں حق سے موافق صدور ان آثار کے اس سے ازروئے سرشت و جبلت کے اور طبیعت لوگوں کی اور عادات کے ثانیاً پس حلول ان حضرات کا اور برکات کا عارف لوگوں کی روح میں پیدا کرتا ہے وسعت وفراخی اور قوت پس نہ دیکھے گا تو کسی کو کہ وہ ایسے شخص کو غور سے دیکھے اور اس کے رعب میں نہ آجاوے اور اس کی عظمت

الا امتلاء منه رعبا وتعظيما
وظهر من سبحات وجهه كرم ذات
وظهرت بركات في فراسته
وهمته فهو سر هذا الوجدان
واصله **مشهد آخر** رائت
حضرة نسبتها من الطبيعة الكلية
نسبة قوة الارادة والعزم
المقرونين بالتحريك من طبيعة
فرد من افراد الانسان فكما ان
خيال الانسان بتمثّل فيه لذة
جلب نفع او دفع ضرّ ثم يصطفى
الخيال خلاصة هذه الصورة
فيلقيها فى تلك القوة فتنبعث
القوة فيحصل العزم فيحصل
تحريك العضلات الى الفعل
المطلوب فكذلك النفس القوية
المتجردة يتمثل عندها همة
ظهور واقعة فى الناسوت
فتصطفى خلاصة تلك الصورة
المطلوبة فتحملها مع معرفتها
بربها الى تلك الحضرة فينبعث
القضاء من قلب الطبيعة الكلية

سے اور تعظیم سے پیش نہ آئے اور ظاہر
ہوتا ہے اس کے جلالت چہرہ سے اس کی
ذات کا کرم اور اس کی فراست وہمت میں
برکتیں پس یہ اس وجدان کا سر اور اس کی
اصل ہے **مشہد آخر** یعنی دیکھی ایسی
درگاہ کہ اس کی نسبت طبیعت کلیہ سے
ایسی ہے جیسے نسبت قوت ارادہ وعزم کی
درحالیکہ مقرون ہوں حرکت طبیعت سے
کسی فرد کے افراد انسان میں سے تو جس
طرح انسان کے خیال میں لذت نفع
حاصل کرنے کی یا ضرر دفع کرنے کی
متمثل ہوتی ہے پس خیال خلاصہ اس
صورت کا چھانٹ لیتا ہے اور اس قوت
میں اس کو ڈال دیتا ہے تو وہ قوت
برانگیختہ ہوتی ہے تو عزم حاصل ہوتا ہے
پھر عضلات کو حرکت حاصل ہوتی ہے
طرف مطلوب کے اسی طرح نفس قوی
مجرد کے نزدیک متمثل ہوتی ہے ہمت
ظہور واقعہ کے بیچ عالم ناسوت کے اور
نکال لیتی ہے خلاصہ اس صورت مطلوبہ کا
اور اٹھا لے جاتی ہے اپنے رب کی معرفت
کے ساتھ اس درگاہ میں پھر برانگیختہ ہوتا

وتحصل صورة الواقعة فی المثال ثم اذا جاء وقت حدوث الواقعة فی الناسوت احدثها الله کما خلقها فی المثال وفطنت ان تاثیر الهیٔة بالوجه الذی ذکرنا هو کمال الانسان وانه معد لصیرورة النفس جارحة من جوارح الحق فی البرزخ **تحقیق شریف** قد ینکشف علی العارف ان القضاء تعلق حتما بایجاد الواقعة الفلانیة علی نحو کذا وکذا وان القدر فی ذلک مبرم ثم یدعو الله هذا العارف بجهد همته ویلحّ فی الدعاء حتی ینقلب القضاء قضاء بایجادها علی نحو آخر فیوجد حسب الهمت وذلک کما روی عن سیدی عبدالقادر الجیلانی رضی الله عنه فی قصة تاجر من اصحاب حمّاد الرباس وکما وقع لسیدی الوالد رضی الله عنه فی

ہے حکم طبیعت کلیہ کے قلب سے اور عالم مثال میں صورت واقع آتی ہے پھر جس وقت عالم ناسوت میں اس واقعہ کے پیدا ہونے کا وقت آتا ہے اللہ اس کو پیدا کردیتا ہے جیسے پیدا کیا تھا عالم مثال میں تو میں نے دریافت کیا کہ ہمت کی تاثیر اس وجہ سے جو ہم نے بیان کی یہی انسان کا کمال ہے اور وہ معد ہے اس بات کی نفس جارحہ ہوجاوے حق کی جوارح سے عالم برزخ میں **تحقیق شریف** کبھی منکشف ہوتا ہے عارف کو کہ قضا ضرور متعلق ہے فلاں واقعہ کے ایجاد کرنے میں اس طرح اور اس طرح اور اس میں تقدیر مبرم ہے پھر وہ عارف دعا کرتا ہے اپنی کوشش ہمت سے اور دعا میں الحاح کرتا ہے یہاں تک وہ قضا منقلب ہوجاتی ہے ایجاد میں دوسری طرح پر اور پاتا ہے اس کو حسب ارادہ چنانچہ روایت ہے حضرت سیدی عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے بیان میں ایک سوداگر کی جو حضرت حماد رباس کی اصحاب میں سے تھا اور جیسا کہ واقع ہوا جناب والد رضی اللہ عنہ

قصة مرزا هداية الله وغيرها
وفيه من الاشكال مالا يخفى
والحق عندي انه يكون على
وجهين احدهما ان بعض
الاسباب العالية اقتضى هذا
الامر اقتضاء متاكداً وكل
اقتضاء فانما فيه شئ واحد
وليس فيه احتمال نقيضه وانما
فيه صورة الواقعة كاملة وافرة
من غير انقباض يرد عليها
بسبب آخر فانكشف عليه هذا
الاقتضاء المتاكد بصورته وهيئته
وراى منبع القدر المبرم من كرة
هذا الاقتضاء ولم يره صراحا
فظن انه القدر المبرم ثم ان همته
صارت سببا من الاسباب المعدة
لنزول القضاء فعند مزاحمتها
تلك الاسباب كانت حكمة الله
ان يقبض امرا عما كان عليه
ويبسط امرا عما كان عليه
فيظهر المراد والثاني ان الله
سبحانه يخلق صورة تلك

سے یہ قصہ مرزا ہدایت اللہ وغیرہ کے
اور اس میں جو اشکال ہے وہ مخفی نہیں
ہے اور حق میرے نزدیک یوں ہے کہ
یہ امر دو وجہوں پر ہے ایک تو یہ ہے کہ
بعضے اسباب عالیہ مقتضی ہوتے ہیں اس
امر کے ازروئے اقتضائے متاکد کے اور
بیشک ہر اقتضاء میں ایک شے واحد ہے
اس کے نقیض کا احتمال اس میں نہیں
ہے اور بیشک اس میں صورت واقعہ کی
کامل اور وافر ہے بغیر کسی انقباض کے جو
اس پر وارد ہو کسی اور سبب سے تو
منکشف ہوتا ہے عارف پر یہ اقتضائی
متاکد اپنی صورت اور ہیئت پر اور دیکھتا
ہے منبع قدر مبرم کا روزن سے اس
اقتضاء کے اور اس کو نہیں دیکھتا صریحًا
پس گمان کرتا ہے کہ قدر مبرم ہے پھر
اس کی ہمت بہت ہوجاتی ہے اسباب
معدہ میں سے واسطے نزول قضا کے پس
وقت مزاحمت ہونے ان اسباب کے اس
ہمت سے اللہ کی حکمت ایک امر قبض
کرلیتی ہے اور دوسرا امر بسط کردیتی ہے
تو مراد ظاہر ہوجاتی ہے اور دوسری وجہ یہ
ہے کہ اللہ سبحانہ پیدا کرتا ہے صورت

الواقعة فى عالم المثال من اجزاء القوى الروحانية قبل ان يخلقها من الاجزاء الجسمانية ثم ينزلها الى الدنيا فتصير متحدة بالواقعة الناسوتية وهذا معنى انزال الانعام وانزال الميزان والحديد وانزال البلاء فيعالجها الدعاء فهذا الصورة المخلوقة فى عالم المثال ربما يلحفها المحو قال عز من قائل يمحوا الله ما يشاء ويثبت وعنده ام الكتاب والمحو هو الذى سمى ردقضائى قوله صلى الله عليه وسلم لا يرد القضاء الا الدعاء فيكشف على العارف وجود تلك الواقعة ويعبر عن ذلك بالقضاء المبرم ثم تصادمه الهمة فتحوله عن متن طبيعة والله اعلم **تحقيق شريف ايضا**

قد يعد الله سبحانه لواحد من اهل الله موعودا ثم لا يظهر الامر على ما وعد مع كون الهام

اس واقعہ کی عالم مثال میں اجزائے قوائے روحانیہ سے پہلے اس سے کہ اس صورت واقعہ کو پیدا کرے اجزائے جسمانیہ سے پھر اسے دنیا کے طرف نازل کرتا ہے تو متحد ہوجاتی ہے وہ صورت واقعہ ناسوتیہ سے اور یہ معنی ہیں نازل کرنے انعام اور میزان اور حدید کے اور نازل کرنے بلا کے پس معالجہ کرتی ہے اس کا دعا پھر یہ صورت مخلوقہ عالم مثال کبھی محو ہوجاتی ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یمحوا اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب اور محو وہ شے ہے جس کا نام رد قضا ہے قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں کہ اس کے پاس اصل کتاب ہے لا یرد القضاء الا الدعاء پس کشف ہوتا ہے عارف پر وجود پر اس واقعہ کا اور تعبیر کرتا ہے اس کو قضائے مبرم پھر مصادم ہوتی ہے اس کو ہمت تو پھر دیتی ہے اس کی طبیعت کے متن سے واللہ اعلم **تحقیق شریف** کبھی وعدہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ سبحانہ کسی اہل اللہ نے پھر نہیں ظاہر کرتا اس امر کو اس وعدہ پر باوجودیکہ الہام حق

حقا فيشكل هذا على كثير من
الناس تكلم المشايخ فى دفع
الاشكال فقالوا ربما يكون
اللطف بهذا العبد ان يوعد بوعد
هيني يرغب فيه وينتظر اليه ثم لا
يوفى بالوعد ويترقى من حب
النعمة الى حب المنعم ومن حب
الافعال الى حب الذات
والصفات يريدون ان ترك الوفاء
بالوعد ليس نقيصة يجب تنز الله
سبحانه عنه بالاطلاق بل ربما
يكون ضنا وغرور او تدليساً
فيكون من باب النقيصة والله
منزه عن هذا القسم وربما يكون
لطفا بالعبد وسببا لترقى وتقريبا
له فيكون من صفات الكمال
ولهذا نظائر منها تقديم كلمة او
تاخيرها من محلها لضرورة
رعاية الفاصلة وكذلك التكلم
بالمجاز لضرورة فقد كلمة مثلها
من الحقيقة فى العذوبة او مثل
ذلك فان اخذنا ذلك بمعنى

ہے تو مشکل ہوتی ہے یہ بات اکثر لوگوں
پر اس اشکال کے دفع کرنے میں مشایخ
نے کلام کیا ہے تو کہا ہے مشائخ نے کہ
اکثر اوقات لطف الٰہی اس بندہ پر ہوتا
ہے کہ ایک اچھا وعدہ کرتا ہے جس سے
اسے رغبت ہے اس کا انتظار کرتا ہے
پھر وہ وعدہ وفا نہیں ہوتا تو یہ بندہ محبت
نعمت سے ترقی کر کے منعم کی محبت کرتا
ہے اور افعال کی حب سے حب ذات
وصفات کرتا ہے مشائخ نے ارادہ کیا اس
امر سے یہ وعدہ وفا نہ کرنا نقص نہیں ہے
واجب ہے اللہ تعالیٰ کے اس سے تنزیہ
مطلق بلکہ بسا اوقات وعدہ وفا نہ کرنا بخل
وغرور اور تدلیس ہوتا ہے تو یہ نقص ہوا
اور اللہ تعالیٰ نقصان سے پاک ہے اور کبھی
ہوتا ہے بندہ پر لطف اور اس کی ترقی کا
سبب اور ترقی کے تقریب تو یہ صفت
ہوئی کمال کی اور اس کے واسطے نظیریں
ہیں اور نظیروں میں سے ہے تقدیم کلمہ
کی یا تاخیر اس کے اُس کے محل سے
واسطی ضرورت رعایت فاصلہ کی اور اسی
طرح کلام کرنا مجازاً بسبب ضرورت نہ
ہونے کلمہ کے مثل اس کی حقیقی

الاضطرار وعدم القدرة وكان نقيصة وان اخذناه بمعنى نزول القرآن على لغة قريش وكان من لغتهم التقديم والتاخير لرعاية الفاصلة والتجوز لعذوبة فانزل وفق لغتهم من غير اضطرار له الى ذٰلك ولكن لطفا بهم ليكون الكتاب بلغتهم التى يعرفونها فيتدبروه حق تدبره كان من صفات الكمال فهذا قولهم وهذا توجيهه وتحريرا لكنا نقول هذا وجدان حق انكشف لهم ثم رجعوا بعد ذلك الى رويتهم واستقبلهم علومهم التى خزنتها صدورهم فتحت منها تاويل وجدانهم ونزل اطمينان قلوبهم بالوجدان اطمينانا بهذا التاويل المنحوت من حيث لا يشعرون وكثيرا ما يتفق ذلك وهذا بعينه نظير مسئلتنا هذه فكما ان الوعد حق والموعود قد لا يظهر كذلك التعليم حق وفيه تاويل

غروبت میں یا مانند اس کے تو اگر ہم اس کو اضطرار اور عدم قدرت جانیں تو نقصان ہے اور اگر ہم سمجھیں کہ قرآن شریف لغت قریش میں نازل ہوا ہے اور ان کے لغت میں تقدیم وتاخیر ہوتی ہے واسطے رعایت فاصلہ کے اور تجوز عذوبت کے یہ ان کے لغت میں نازل ہوا ہے اضطرار کے سبب نہیں بلکہ ان پر لطف کر کے کہ کتاب ان کے لغت میں ہے جسے وہ جانتے ہیں تو وہ آپس میں تدبیر کریں جس قدرت دبر چاہیئے تو صفات کمال ہی بس ہے یہ قول ان کا اور یہ ہے توجیہ اور تحریر اس کی لیکن ہم یہ کہتے ہیں یہ وجدان حق ہے منکشف ہوا ان کو پھر رجوع ہوئے وہ بعد اس کے طرف رویتہ کے تو روبرو آئے ان کے وہ علوم جن کا خزانہ ان کے سینے ہیں کھل گئی ان سے تاویل ان کے وجدان کی اور ان کے قلوب کو اطمینان حاصل ہو گیا اطمینان سے اس تاویل تراشی ہوئی اس جائے سے کہ ان کو خبر نہیں اور ایسا اکثر اتفاق ہوا ہے اور بعینہ ہمارے اس مسئلہ کی نظیر ہے پس جیسا کہ وعدہ حق ہے اور موعود کبھی نہیں ظاہر

منحوت فتدبر والحق الصراح ان الالهام ضرب من تجلی الحقائق للعبد علی ما ھی علیه لما اسدل بینه وبین حالة التجلی الصراح حجاب وضاق بینه وبینها الجوّ الاقدر حلقة بین الابهام والمسبحة انقلب التجلی خطابا والهاما وخاطرا وهاتفا علی اختلاف استعداد القوی الدراکة والاسباب الحاکمة فی الوقت واذا کان ذلک کذلک فسبب عدم وقوع الموعود امران احدهما ان ینکشف له اقتضاء سید من سادات الملاء الاعلی مما لو خلی الامر مع هذا الاقتضاء فقط لوجب فی حکمة الله ان یجیب دعائه ویوفر له اقتضائه لکن هنالک اقتضاء آخر مثله او اکد منه یجب فی حکمة الله عند اجتماعهما واصطکاکهما فی القوة التی ھی فی قلب الطبیعة الکلیة بمنزلة

ہوتا اسی طرح تعلیم حق ہے اور اس میں تاویل تراشیدہ ہے فتد بر پس سوچو اور حق صریح یہ ہے کہ الہام ایک قسم ہے تجلی حقائق کے واسطے بندہ کے علی ماہی علیہ جس وقت چھوڑ دیا جاتا ہے درمیان بندہ کے اور درمیان تجلی صریح کے حجاب اور تنگ ہوتا ہے درمیان بندہ اور حالت تجلی کی جو مگر قدر کلمہ کی انگلی اور انگوٹھے کے حلقہ کے تو ہو جاتی ہے تجلی خطاب والہام اور خاطر وہاتم حسب اختلاف استعداد قوت دراکہ اور اسباب حاکمہ فی الوقت کے اور جب ہوا وہ امر اس طرح تو سبب عدم وقوع موعود کی دو باتیں ہیں کہ ان دونوں میں سے ایک تو یہ کہ منکشف ہو بندہ پر اقتضا کسی سردار کا سادات ملاء اعلیٰ سے اس حیثیت سے کہ اگر جمع ہو امر ساتھ اس اقتضا کے فقط تو ضرور ہے اللہ کی حکمت میں یہ قبول ہو دعا اس کی اور زیادہ کیا جائے اس کے واسطے اس کا اقتضا لیکن وہاں ایک اور اقتضا ہے اس کے مانند یا اس سے موکد کہ وجاب ہے اللہ کی حکمت میں جب وہ دونوں اقتضا جمع ہوں اور ایک دوسرے سے مقابلہ کریں قوت میں

قوة الارادة والعزم المقرونين بتحريك العضلات ان يقضي بنحو آخر ويوجد في المثال صورة اخرى فهذا العبد بما لا يصل الى صميم القوة العازمة التي هي في قلب الطبيعة الكلية وانما اتخيل انها في مركز العرش وان المركز لذلک صار مآوى العناصر والمواليد حتى يقصى اليها بلا واسطة وياخذ عنها شفا هابل يصل الى خلاصة سيد وصفاوه همت وينظر من تلك الكوة الى القوة العازمة فيختلط لون المرآة بالمرئي في الحدقة ويقصر علمه عن احاطة الاسباب والوصول الى حميم هذه الحقيقة فلا يعرف الاهذاء الاقتضاء وحكمه ادهمة هذا السيد جامعة لهذه الاحكام مانعة للاحكام المضادة لها فيسرى الجميع والمنع فيه من حيث لا يدرى ثم يناقب هذا الانکشاف

وہ قوت کہ طبیعت کلیہ کے قلب میں ہے بمنزلہ قوت ارادہ عزم مقرونین کے عضلات کی تحریک کو تو حکم ہو دوسری طرح اور پائی جائے مثال میں دوسری صورت تو پس یہ بندہ بسا اوقات نہیں پہنچتا اس صمیم قوت عازمہ کو جو طبیعت کلیہ کے قلب میں ہے اور بیشک میں خیال کرتا ہوں کہ وہ مرکز عرش میں ہے اور تحقیق مرکز واسطے اس کے ہو گیا ہے ٹھکانا عناصر وموالید کا تا کہ اضافہ ہو سکے طرف بلاواسطے اور مواخذہ کرے اس سے طرف اس سے بلکہ پہنچے طرف خلاصہ سید اور صفا ہمت کو اور دیکھے اس روزن سے قوت عازمہ کو تا مختلط ہو جائے رنگ مرآت اور مرئی کا آنکھ میں اور قاصر ہو اس کا علم احاطہ اسباب سے اور پہنچنے سے تہ کو اس حقیقت کے تو نہ پہچانے وہ بندہ مگر یہ اقتضا اور اس کا حکم اس واسطے کہ ہمت اس سید کی جامع ہے ان احکام کی اور مانع ہے اس کے احکام متضادہ کو پس سرایت کرتی ہے جمع اور منع اس میں اس حیثیت سے کہ معلوم نہ ہو پھر منقلب ہو جاتا ہے یہ انکشاف خطاب سے ساتھ ان

خطايا لاسباب مما ذكرنا ومما
طوينا ذكره وليس هذا اخبارا
شفاهيا حتى يكون صادقا البتة
وثانيهما ان ينكشف له امر
مجمل ويتحول هذا الانكشاف
الاجمالى الهاما مجملا فيتبادر
اليه العلوم المخزونة فى صدره
فنشرحه شرحا من حيث لا يدرى
وكما انها شرح الانكشاف
الاجمالى فى المنام فيصير رؤيا
يحتاج الى التعبير فكذلك هذا
المختلط من الهام اجمالى وشرح
وتفسير منحوت من العلوم
المخزونة يحتاج الى التعبير ولا
عبرة حينئذ بالثلج والاطمينان
لانه فى الحقيقة ثلج بالامر
الاجمالى من حيث هو محفوظ
فى هذا الشرح وربما تبادرو اليه
هاجس نفس واستعجال طبيعة
وتسويل شيطان فقصير نظره عن
التميز فبقى الامر عنده غير
مبين وبالجملة فمن راى هذه
الصورة المختلطة قال وعد ولم

سببوں کے جو ہم نے ذکر کئے اور جس کا
ذکر نہیں کیا اور نہیں ہوتی یہ خبر دینی
سامنے اور رو برو کے تا کہ سچی ہو ضرور اور
دوسری بات دونوں باتوں میں سے یہ
ہے کہ اس شخص کو ایک امر منکشف ہو
مجمل اور محول ہوجائے یہ انکشاف اجمالی
الہام مجمل کی طرف پس مبادرت کریں
اس کی طرف اس کے سینہ کے علوم اور
اس کی شرح کریں اس حیثیت سے کہ
دریافت نہ ہو اور جیسا کہ اس کے علوم
شرح کرتے ہیں انکشاف اجمالی کے
سونے میں اور وہ ہوجاتا ہے ایسا خواب کہ
محتاج تعبیر کا ہو اسی طرح مختلط الہام اجمالی
اور شرح اور تفسیر تراشیدہ علوم مخزونہ
سے محتاج تعبیر کا ہوتا ہے اور اس وقت
کچھ اعتبار نہیں ٹھنڈک اور اطمینان کا اس
واسطے کہ فی الحقیقت یہ دل کی تسلی ہے
ایک امر اجمالی سے اس حیثیت سے کہ وہ
محفوظ ہے اس شرح میں اور کبھی اس کی
طرف متبادر ہوتے ہیں خطرات نفس اور
استعجال طبیعت اور دھوکہ شیطان تو آدمی
کی نظر قاصر ہوتی ہے تمیز ہے تو وہ امر
اس کے نزدیک غیر مبین رہتا ہے

یوجد الموعود ومن رای کل شئ متمیزا من غیره قال الوعد اجمالی وقد وفی به ولو فی نشاة دون نشاة وشبح دون شبح والصورة منحوته اما بما هو تفسیر له محتاج الی التعبیر ولم یعبر حق التعبیر واما یخلط تلوث به الصدق ولم یبق علی صرافته وبالجملة فالوجهان جمیعا انما یعتریان المتوسطین اما اهل الکمال فهم بمعزل من ذلک اللهم الا المحتاج الی التعبیر ولکنهم لبحرهم فی احکام النشآت لا یعما علیهم الامر والله اعلم.

الغرض جو دیکھے اس صورت مختلط کو وہ کہے گا کہ وعدہ کیا اور موعود نہ ملا اور جو شخص دیکھے ہر شے کو متمیز دوسرے سے وہ کہے گا وہ اجمالی ہے اور وہ وفا ہوا اگرچہ عالم میں ہوا اور کسی قالب میں ہوا اور صورت تراشیدہ یا ساتھ اس شے کے کہ وہ اس کی تفسیر ہے محتاج تعبیر کی تھی اور تعبیر نہ پائی جیسی چاہیئے تھی اور یا مخلوط ہو گئی اس سے جس سے آلودہ ہوا صدق اور اپنی صرافت پر نہ رہے خلاصہ یہ کہ یہ دونوں وجہیں عاری رکھتی ہیں متوسطین کو مگر اہل کمال اس سے علیحدہ ہیں مگر یوں کہا جائے کہ محتاج تعبیر ہیں ولیکن ان پر اپنے تبحر کے سبب احکام عالم میں امر چھپا نہیں رہتا واللہ اعلم۔

تحقیق وتمثیل اعلم ان الارادة هی مرقی علل صدور الخلایق ولکن للارادة علة تصدر منها وهی اقتضاء الذات لها واستلزامها اباها لایشک فی ذلک احد لان الارادة لیست واجبة بذاتها لکنها واجبة بذات

تحقیق وتمثیل جاننا چاہیئے کہ تحقیق ارادہ ہے ظہور خلائق کی علتوں کا نردبان ہے لیکن ارادہ کا ایک محل ہے علت جہاں سے وہ صادر ہوتا ہے اور وہ کیا ہے ذات کا مقتضی ہونا اس ارادہ کے واسطے اور مستلزم ہونا اس ارادے اس امر میں کسی کو شک نہیں اس واسطے کہ ارادہ بذات

الواجب بقى ههنا شئ مشكل
جداهل تعلق الارادة بهذا دون
ضده من جهة خصوصية هذا
وتعينه واجب بذات الارادة لا
يرقى لذلك وجوب الى الذات
الواجبة او يرقى وجوبها من هذه
الجهة ايضا الى الذات الواجبة
كما يرقى وجوب الارادة نفسها
اليها فاستتر هذا السر على اكثر
الناس والحق ان الفاقد لوجوب
ذاته ووجوده من جذر ذاته فاقد
لكل كمال يحدث له بعد وجوده
ووجوبه باعتبار ذاته انما تلبسه
بذلك الكمال من الذى تلبسه
بالوجوب منه فليس تعلق الارادة
الاحذو انبساط الاستعدادات
التاثيرية المسماة بالاسماء
والاستعدادات التاثيرية المسماة
بالاعيان من جهة اقتضاء الذات
واستلزامها وانبساط تيبنك
القبلتين له حصر يمنع الزيادة
والنقص ناشى من جهة الذات

خود تو واجب نہیں ہے لیکن وہ ارادہ
واجب ہوتا ہے واجب الوجود کے واجب
کردینے سے باقی رہی یہاں ایک بات
بہت مشکل وہ یہ کہ آیا تعلق ارادہ کا ساتھ
اس کے ہے نہ اس کی ضد سے بسبب
اس کی خصوصیت کے اور تعین اس کی
واجب ہے ساتھ ذات ارادہ کے نہیں
مرتفع ہوتا واسطے اس کے وجوب طرف
ذات واجب کے یا مرتفع ہوتا ہے وجوب
اس کا اس جہت سے بھی طرف ذات
واجب کے یا جیسی مرتفع ہوتا ہے وجوب
نفس ارادہ کا طرف ذات واجب کے پس
یہ راز اکثر لوگوں پر پوشیدہ رہا اور حق
بات یہ ہے کہ جو فاقد ہے واسطے وجوب
ذات اس کی کے اور اس کے وجود کی
اصل اس کی ذات سے وہ فاقد ہے واسطے
ہر کمال کے جو پیدا ہو واسطے اس کے بعد
اس کے وجود امر وجوب کے باعتبار اس
کی ذات کے جز این نیست کہ اس کو
آراستہ کرتا ہے اس کمال سے وہ جو
آراستہ کرتا ہے اس کو ساتھ وجوب کے
اس سے تو پس نہیں ہے تعلق ارادہ کا مگر
مقابل فراخی استعدادوں تاثیریہ کے جن کا

ولنضرب لذلک مثلا الیس ان المحاسب اذا تعلقت ارادته بالواحد فشق منه واحدا وواحدا بتثنیة النظر فحدث اثنان وشق منه واحدا وواحدا وواحدا بتثلیث النظر فحدثن ثلثة وبالجملة اذا تعلقت ارادته بضم مشتق الی مشتق قدر ما یسعه علمه فحدث مراتب الاحاد والعشرات والمآت والالوف ثم جمع بعضها ببعض بقدر ما یسعه فرض العقل جاءت امور غیر متناهیة فی انفسها محصورة بالاضافة الی الواحد فانها یشتق منه دون غیر ومتمیزا بعض المراتب من بعض من جهة نحو الاشتقاق فاخذ علة ظهور هذه الصور العددیة المتکثرة تعلق الارادة بظهور کمال المحاسب ومنشأتعین تلک المراتب بالترتیب والانحصار والانضباط بحیث لا یزید ولا ینقص هو

نام اسما ہے اور استعدادوں تاثیریہ کے جن کا نام اعیان ہے بسبب اقتضاء ذات اور اس کی مستلزم ہونے کی اور فراخیان دونوں استعدادوں تاثیریہ کے واسطے اس کے ایک حصر ہے کہ منع کرتا ہے زیادتی کو اور نقصان کو جو ظاہر ہو جہت ذات سے اور ہم ایک مثل اس کی بیان کریں کیا یہ بات نہیں ہے کہ محاسب کا جب ارادہ متعلق ہو واحد سے تو پیدا ہوگا اس سے واحد دوسرے نظر سے تو وہ حادث ہوئے دو اور پھر نکالا اس سے ایک اور ایک ایک تیسرے نظر سے تو حادث ہوئے تین عرض اور جس وقت متعلق ہو ارادہ اس کا ایک مشتق کو دوسرے مشتق سے ضم کرنے کا بقدر وسعت اس کے علم کے تو حادث ہوئی مراتب احاد اور عشرات اور مآت اور الوف کے پھر جمع کیا بعض کو ساتھ بعض کے اور بقدر فرض عقل کے تو ہونگے امور غیر متناہی بذات خود محصور نسبت کرنے طرف واحد کے کیونکہ وہ مشتق ہوئی ہیں اس سے نہ اس کے سوا سے اور متمیز ہیں بعضے مراتب بعض سے جہت طریق اشتقاق سے تو اس

الطبيعة العددية المحفوظة قبل الارادة كانّ الارادة حكاية لطبيعتها ومنصة لظهور احكامها فنسبته الجعل والايجاد الى الماهيات كنسبة تاثير المحاسب فى الإعداد من جهة ظهور صورتها بعد مالم يكن ونسبة الماهيات ولو ازمها الى مفيضها قبل الجعل كنسبة مراتب الاعداد الى الواحد وتقدم بعضها على بعض ولزوم خواص تلك المراتب لها من قبل الطبيعة العددية فقط فهذا معنى قولهم الماهيات غير مجعولة والجعل والايجاد هو الظهور والفيض المقدس وارتباط الماهيات بمفيضها كارتباط المراتب العديتة بالواحد وتعينها بخواصها كتعين تلك المراتب بخواصها فرضا قبل ان تتعين وجود او هو الفيض الاقدس فكما ان للعدد سلسلة

وقت ہو گی علت ظہور ان صور عددیہ متکثرہ کے تعلق ارادہ کا ساتھ ظہور کمال محاسب کے اور منشاء تعین ان مراتب کا ساتھ ترتیب وانحصار وانضباط کے اس حیثیت سے کہ نہ زیادہ ہو نہ کم وہ طبیعت عددیہ ہے جو محفوظ ہے ارادہ سے پہلے گویا کہ ارادہ حکایت ہے واسطی اس کی طبیعت کے اور منصہ ہے اس کے ظہور احکام کا تو پس نسبت جعلی اور ایجاد کی طرف ماہیات کے ایسی ہے جیسے نسبت تاثیر محاسب کے بیچ اعداد کے جہت ظہور ان کی صورتوں کے بعد اس کے نہ تھی اور نسبت ماہیات اور ان کے لوازم کے طرف ان کے مفیض کے جعل سے پہلے ایسے ہے جیسے نسبت اعداد کی طرف واحد کے اور تقدم ان کے بعض کا بعض سے اور لزوم خواص ان مراتب کا طبیعت عددیہ کے قبیل سے ہے فقط پس یہ معنی ہیں ان کے قول کے الماہیات غیر مجعولہ اور جعل وایجاد وہ ظہور اور فیض مقدس ہے اور ارتباط ماہیات کا اپنے مفیض سے ایسا ہے جیسے ارتباط مراتب عددیہ کا ساتھ واحد کی اور تعین ماہیات کا ساتھ خواص اپنے

مرتبة بعضها بعد بعض ممتدة
من الواحد الی ما لا یتناهی
کامنة فی الواحد من جهة الفرض
والتقدیر لا من جهة التقرر
بالفعل فکذلک للطبیعة الکلیة
بما فی حیزها من ارکان وموالید
سلسلة مرتبة بعضها بعد بعض
معلومة الحواص والمراتب کما
قال عن من قائل حکایت عن
تلک الحقائق وما منا الا له مقام
معلوم منفسرة الی الانواع
انفسارا حاصرا لا یزید ولا
ینقص ولا یمکن ذلک ابدا ثم
تنفسر تلک الانواع الی الافراد
بضربها فی الاتصالات الفلکیة
والارضیة وملاحظات الوضع
السابق المعدّ الموضع اللاحق
الی غیر النهایة ممتدة هذا
السلسلة من ماهیة الماهیات
وحقیقة الحقائق الی مالا یتناهی
کامنة فی حقیقة الحقائق والبسط
الاشیاء من جهة الفرض

کے ایسا ہے جیسے تعین ان مراتب کا
اپنے خواص سے فرضاً پہلے اس سے کہ
متعین ہو وجود اور وہ فیض اقدس ہے بس
جیسے واسطے عدد کے ہے سلسلہ ترتیب وار
بعض بعد بعض کے کہ ممتد ہے واحد
طرف سے نامتناہی کے پوشیدہ ہے بیچ
واحد کے جہت فرض سے نہ جہت تقرر
بالفعل سے اسی طرح ہے واسطے طبیعت
کلیہ کے ساتھ اس شے کے جو اس کے
خیز میں ہے ارکان وموالید سلسلہ مرتبہ
بعض بعد بعض کے معلوم الخواص
والمراتب چنانچہ اللہ تعالیٰ از روئے حکایت
ان حقائق کو بیان فرماتا ہے وما منا الا له
مقام معلوم کہ منفسر ہے طرف انواع
کے انفسار حاصر ایسا کہ نہ زیادہ نہ کم اور نہ
ممکن ہوا ابد تک پھر منفسر ہوتی ہیں وہ
نوعین طرف افراد کے جب ان کو ضرب
کریں اتصالات فلکیہ و ارضیہ میں اور ملاحظہ
کریں وضع سابق کا واسطے وضع لاحق کے
تا غیر نہایت ممتد ہے یہ سلسلہ ماہیت
الماہیات سے اور حقیقت الحقایق سے
طرف لانہایت کے کہ پنہاں ہے حقیقت
الحقائق میں اور ابسط اشیاء ہے باعتبار فرض

والامكان لا من جهة التقرر
بالفعل ثم ارتبط بحقيقة الحقائق
الخارج وظهر فيه صورة حقيق
الحقائق وارتباط الخارج بحقيقة
الحقائق كمثل ارتباط اللوازم
بالماهيات فصدر من هذا
التجلى بالارادة والاختيار طبيعة
كلية واحدة هى كشخص واحد
صدر منه بواسطتها الاركان
والعناصر ثم حصل من امتزاج
القيلتين المواليد وادرك هذا
الشخص الواحد ربه الفرد
الصمد فى خياله فحصلت صورة
علمية هى كيفية علمية باعتبار
ونفس المعلوم باعتبار ونفس
العلم باعتبار وهذا اول تجلى فى
الطبيعة الكلية ثم نزلت فى
المدارك المقيدة فصارت
حضرات منها خطيرة القدس
وغيرها مشهد آخر من
اخلاق الانسان خلق يسمى
بالسمت الصالح حقيقة ينفظ

وامکان کے نہ باعتبار جہت تقریر بالفعل
کے پھر مرتبط ہوا ساتھ حقیقت الحقائق
خارج کے اور اس میں ظاہر ہوئی صورت
حقیقت الحقائق کی اور ارتباط خارج کا
حقیقت الحقائق سے ایسا ہے جیسے ارتباط
لوازم کا ساتھ ماہیات کے پس صادر ہوئی
اس تجلی بالاُرادہ والاختیار سے طبیعت کلیہ
واحدہ کہ وہ مانند ایک شخص واحد کے ہے
کہ جس سے صادر ہوئے اس کے واسطے
سے ارکان وعناصر پھر حاصل ہوئے
امتزاج عناصر وارکان سے موالید اور
ادراک کیا اس شخص واحد نے اپنے رب کو
فرد صمد اپنے خیال میں تو حاصل ہوئی
صورت علمیہ کہ وہ کیفیت علمیہ ہے ایک
اعتبار سے اور نفس معلوم ہے ایک اعتبار
سے اور نفس علم ہے ایک اعتبار سے اور
یہ پہلے تجلی ہے طبیعت کلیہ میں پھر نازل
ہوئی مدارک مقیدہ تو ہو گئے حضرات
انہیں ہی سے حظیرہ قدس وغیرہ مشہد
آخر اخلاق انسان میں سے ایک خلق
ہے اس کا نام سمت صالح ہے اس کی
حقیقت یہ ہے کہ وہ منفظ ہے نفس ناطقہ

النفس الناطقة باعمالها واخلاقها التی هی فیها بینه وبین الله وبینه وبین سائر الناس واهتدائها لنظام صالح فیها یرضاه الله من عبده فاذا شاء الله بعبد خیرا فقهه بتلک الاعمال والاخلاق وهداه لنظام صالح فیها تفقیها مفاضا من حصره الرحمة من غیر فکر ورؤیة منه وهذه الافاضة انما تکون برکة منفوخة فی خلق السمت الصالح وهذا هو معنی قوله عن من قائل واوحینا الیهم فعل الخیرات واقام الصلوة- وهذه الصورة ایجاد الفعل ویتبع هذا الایجاد ایجاد علم بتلک الاعمال والاخلاق ونظامها المحبوب ولا یتکمل احد من عباد الله الا بهاتین الهدایتین لکن کثیر من افراد الانسان لا یستوجبون الایجاد الشفاهی من

کا اپنے اعمال اور اخلاق کا جو اس میں اور اللہ تعالیٰ میں ہیں یا وہ اعمال واخلاق درمیان اس کے اور لوگوں کے ہیں اور ان کا ہدایت پانا ہے واسطے نظام صلح کے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو اپنے بندہ سے تو جب اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کی بہتری چاہتا ہے تو اس کو سمجھ دیتا ہے ان اعمال واخلاق کی اور ہدایت کرتا ہے اس کو ان کے نظام صلح کی وہ سمجھ افاضہ ہوتی ہے درگاہ رحمت سے بے فکر وروّیت کے اس سے اور یہ افاضہ تحقیق ایک برکت ہوتی ہے نفخ کی گئی خلق سمت صلح میں اور یہ معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے اس قول کے واوحینا الیہم فعل الخیرات واقام الصلوٰۃ- اور یہ صورت ہے ایجاد فعل کی اور تابع ہوتا ہے اس ایجاد کے ایجاد علم ان اعمال واخلاق اور ان کے نظام محبوب کے ساتھ اور اللہ کے بندوں میں سے کوئی کامل نہیں ہوتا مگر ساتھ ان دو ہدایتوں کے لیکن بہت سے افراد انسان ہیں کہ مستوجب ایجاد مشافہ کے نہیں درگاہ رحمت سے بغیر واسطے کے تو اس وقت بہتری یوں ہوتی ہے کہ رحمت متوجہ ہوتی ہے کسی کامل بشر کی

حضرة الرحمة بغير واسطة فكان
الخير حينئذ ان تتوجه الرحمة الى
كامل من البشر يستحق بجبلتان
ينسلخ من احكام الفرد الخاص
ويبقى بامة من الناس بحسب
امزجتهم وما يليق بها من
الاعمال والاخلاق وكيفية ترقيهم
من الطبيعة الى ما قدر لهم من
القربة ويستوجب ايضا بفطرته ان
يجذب من حيز الطبيعة الى حيز
القدس فتنصبغ هنالك نفسه
بلون الا بجائين ويحيط بهما
تحققا وتبينا فاذا توجهت الى
كامل هذا نعته ضمته اليها
وعظته فانطبع فيه السر المراد
وتستبح هنالك هذا السر
الاجمالى بضورة بقائه باحكام
تلك الامة فيسرى عنه وقد وعى
علما ثم يرد الى حيز الفكر
والروية فيتكلم كما وعى۔

طرف جو استحقاق رکھتا ہو اپنی جبلت کے
سبب اس امر کا کہ نکل آئے احکام فرد
خاص سے اور وہ رہ جائے گروہ مردم میں
ان کے مزاج کے موافق اور ان کے مزاج
کے موافق اعمال واخلاق کے اور ان کی
ترقی کے طبیعت کے لائق جو ان کے
واسطے تقدیر کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کی قربت
سے اور نیز مستوجب ہو اس امر کا اپنی
فطرت ۔کہ سبب کہ جذب کرے خیر
طبیعت سے طرف حیز قدس کے اور وہاں
منصبغ ہوسکا نفس ساتھ لون وحی کی
اور احاطہ کر لے ان دونوں ہدایتوں کا
ازروئے تحقیق اور تبیین کی پس جس
وقت متوجہ ہو رحمت طرف اس کامل کی
جس کی یہ صفت ہو وہ رحمت اس سے مل
جائے اور اس کو ڈھانک لے تو اس میں
منطبع ہوجائے یہ سر مراد اور قالب
ہوجائے یہ سر اجمالی اپنی بقا کی صورت
میں ساتھ احکام ان لوگوں کے پس
سرایت کرے اس سے درحالیکہ وہ
طرف علم ہے پھر وارد ہو حیز ذکر میں اور
رویت میں پھر کلام کرے جیسا کہ اس کو
حاصل ہوا ہے۔